

14055- انسانیت کو دین کی ضرورت؟

سوال

لوگوں کو دین کی ضرورت کیوں ہے؟
کیا یہ کافی نہیں کہ لوگوں کی زندگی کی حفاظت اور ضبط کے لئے قوانین بنا دیئے جائیں؟

پسندیدہ جواب

انسان کو اس کی دوسری ضروریات زندگی سے بھی زیادہ دین کی ضرورت ہے کیونکہ انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان مواقع کو جانے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور اسی طرح ان مواقع کو بھی جاننا ضروری ہے جو اس کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔

اور اسی طرح ایسے کام اور حرکت کرنی بھی ضروری ہے جو کہ نافع اور اس کے اس کے نقصان کو دور کرے اور یہ شریعت ہی ہے جو ان اشیاء اور کاموں میں تمیز کرتی ہے کہ کونسی چیز نافع اور کونسی نقصان دہ ہے اور یہ شریعت ہی لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا عدل و انصاف ہے اور اس کے بندوں کے درمیان اس کا نور اور روشنی ہے۔

تو لوگوں کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ایسی شریعت کے بغیر زندگی گزار سکیں جس سے وہ یہ تمیز کر سکیں کہ انہوں نے کون سا کام کرنا اور کون سا نہیں کرنا۔

تو اگر انسان کے لئے ارادہ ہے تو پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جو چاہتا ہے اس کے لئے اس کی معرفت بھی ضروری ہے، اور کیا وہ نفع مند ہے یا کہ نقصان دہ، اور کیا وہ میری اصلاح کرے گا یا کہ اسے فساد میں مبتلا کر دے گا؟

تو اسے کچھ لوگ تو اپنی فطرت اور بعض اپنی علتوں کے استدلال کے ساتھ جانتے ہوں گے اور بعض کو اس کا علم نہیں اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ انہیں رسول بیان نہ کر دیں اور انہیں اس کی راہ نہ دکھادیں اور رسول ان کے لئے اس کی معرفت نہ کر دیں۔

دیکھیں کتاب: التدریج تالیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ صفحہ نمبر (213-214)

اور مفتاح دار السعادة جلد نمبر (2) - صفحہ نمبر (383)

مادی اور الحاد مادی مذہب کا گراف جتنا بھی بلندی پر چلا جائے اور وہ خوبصورتی اختیار کر لے اور جتنے بھی افکار و نظریات پیدا ہو جائیں تو پھر بھی معاشرے اور افراد کو دین صحیح سے مستغنی اور کفایت نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں یہ سکت اور طاقت ہے کہ وہ روح اور جسم کی طلبات پورا کر سکیں بلکہ آدمی جتنا بھی اس میں داخل ہوگا اسے اتنا ہی یقین کامل ہوگا یہ امن نہیں دے سکتے اور نہ ہی پیاسے کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

تو اس سے چھٹکارا حاصل کر کے دین صحیح کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جہاں پر بھاگ کر جایا جائے، ارنسٹ ریمن کا کہنا ہے کہ (یہ ممکن ہے کہ ہر وہ چیز جسے ہم پسند کرتے ہیں وہ نیست و نابود اور تباہ ہو جائے اور عقل و علم اور صنعت کا استعمال زندگی باطل اور ختم ہو جائے لیکن یہ مستحیل اور ناممکن ہے کہ دین اختیار کرنا اور دین دار ہونا نیست و نابود اور تباہی کا شکار ہو بلکہ مادیت کے مذاہب کو باطل کرنے والی دلیل و حجت باقی رہے گی وہ مادی مذہب جو انسان کو زمینی زندگی کے اندر کیمینی قسم کی سختیوں میں گھیرنے کی کوشش میں رہتا ہے)

دیکھیں کتاب: الدین تالیف: عبداللہ دراز صفحہ نمبر (87)

اور محمد فرید وجدی کا قول ہے کہ:

(یہ مستحیل ہے کہ دینی سوچ اور دین اختیار کرنے کی سوچ نیست و نابود اور اس کا وجود ختم ہو جائے کیونکہ یہ میلان نفس کی سب سے بلندی ہے اور اس کی شفقت و نرمی کا سب سے اچھا درجہ ہے اور ایسے مبالغہ والا میلان ہے جو کہ انسان کے سر کو بلند کرتا ہے بلکہ یہ میلان اور زیادہ ہوتا ہے۔

تو جب تک انسان عقل و دانش رکھتا ہے جس کے ساتھ اسے خوبصورتی اور بد صورتی کی پہچان ہوتی ہے تو دین اختیار کرنے کی فطرت اسے ادراک و فہم اور معرفت میں زیادتی کے حساب سے لازمی اور ضروری مل کر رہے گی)

دیکھیں کتاب: الدین - صفحہ نمبر: (87)

تو جب انسان اپنے رب سے دور جاتا ہے تو وہ اپنے ادراک میں بلندی اور علم کی وسعت کے حساب سے اسے اپنے رب کے ساتھ اور جو اس پر واجب ہے میں جہالت کی عظمت کا ادراک ہوتا ہے کہ وہ کتنی بڑی جہالت میں ہے اور اسی طرح اپنے نفس کے لئے ان اشیاء سے جو کہ اس کی اصلاح یا پھر اسے خراب کریں اور اس میں اس کی سعادت مندی ہے یا کہ بدبختی میں جہالت کا ادراک ہوتا ہے۔

اور اسی طرح اس کا علوم کی جزئیات اور مفردات میں جاہل ہونا مثلاً فلکیات کا علم اور علم کیمیا اور کیمیا اور اس کی طرح سہمی علم سے بھی اسے اپنی جہالت کی کیفیت کا ادراک ہوتا ہے۔

تو اس وقت عالم غرور اور تکبر کے مرحلہ سے تواضع اور عاجزی اور انکساری اور تسلیم کے مرحلے کی طرف لوٹتا ہے اور پھر اس کا اعتقاد بن جاتا ہے کہ ان علوم کے پیچھے کوئی ایسا عالم اور حکمت والا ہے اور اس طبیعت کے پیچھے کوئی خالق ہے جو کہ اس کی قدرت رکھتا ہے۔

تو یہ حقیقت حال ایک انصاف کے متلاشی کو یہ لازم کرتی ہے کہ وہ غیب پر ایمان لائے اور سیدھے اور مضبوط دین کا اقرار کرے اور اس کی اطاعت میں داخل ہو اور فطرتی اور طبعی پرکار کو قبول کرے، تو اگر انسان اس سے کنارہ کرے گا تو اس فطرت الٹ ہو جائے گی اور وہ ان حیوانات کی صف میں شامل ہو جائے گا جو کہ گونگے اور بے عقل ہیں۔

اور خلاصہ یہ کہ دین حق کو اختیار کرنا چاہیے۔ وہ دین جو کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسے اکیلا ماننے پر مبنی ہو اور اس اللہ وحدہ کی عبادت اللہ کے مشروع کردہ طریقے کے مطابق ہونی چاہئے۔ تو اس دین کو اختیار کرنا زندگی کا ضروری عنصر ہے تاکہ انسان اللہ رب العالمین کی بندگی حاصل کر سکے اور دونوں جہانوں میں اپنی سعادت کو حاصل کرے اور بلاکت اور تکالیف سے سلامت رہے۔

اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ تاکہ انسان اپنی نظریاتی قوت و طاقت کو پورا کر سکے تو اسی ایک چیز کے ساتھ ہی عقل اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکتی ہے اور اسکے بغیر اس کے بلند بالامقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔

اور روح کے تزکیہ اور قوت و جدان کی تہذیب کے لئے یہ ایک ضروری عنصر ہے جبکہ انتہائی شرافت دین میں عوج شریاکی مجال ہے اور ایسا گھاٹ ہے کہ جس کا پانی ختم نہیں ہو سکتا اور اس میں اپنی غرض و غایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

اور عنصر اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ قوت ارادی مکمل ہو جو سب سے عظیم سبب اور دوافع کے ساتھ زیادہ اور نامیدی اور مایوسی سے بچانے والے سب سے بڑے وسائل کے ساتھ مضبوطی اختیار کرتا ہے۔

تو اس بنا پر تو اگر کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ انسان طبعی طور پر شہری ہے تو ہم بھی یہ ضرور کہیں گے (بیشک انسان فطرتی طور پر دین دار اور متدین ہے)

دیکھیں کتاب،، الدین،، تالیف عبداللہ دراز۔ صفحہ نمبر۔ (84-85)

کیونکہ انسان کی دو قوتیں ہیں،، علمی نظریاتی قوت،، اور،، علمی ارادی قوت،، اور انسان کی مکمل سعادت مندی اس کی علمی ارادی قوت پر موقوف اور اسکا دار و مدار ہے اور قوت علمی کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ مندرجہ ذیل امور کی معرفت نہ ہو:

1- اس معبود کی معرفت جو کہ خالق اور رازق ہے اور جس نے انسان کو عدم سے وجود دیا اور اس پر اپنی نعمتیں مکمل کیں۔

2- اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات کی معرفت و پہچان اور جو اس کے واجبات ہیں اور ان اسماء کا اس کے بندوں پر اثر کی بھی معرفت۔

3- ان راستوں کی پہچان اور معرفت جن کے ذریعے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف پہنچا جا سکتا ہے۔

4- ان آفات اور عمل سے روکنے والی چیزوں کی معرفت جو کہ انسان اور اس راستے اور اس تک جو عظیم نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ان کے درمیان حامل ہوں ان کی معرفت۔

5- اپنے نفس کی حقیقی معرفت اور جن کا یہ محتاج اور جو اس کی اصلاح کریں یا اس کے فساد کا باعث ہوں اور ان کی عیبوں اور کمزوریات کی معرفت، جس پر یہ مشتمل ہے۔

تو ان پانچ چیزوں کی معرفت سے انسان کی قوت علمی کامل ہوتی ہے اور قوت علمی ارادی کی تکمیل اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے ان حقوق کا خیال نہ رکھا جائے جو کہ بندے پر ہیں اور پھر یہ حقوق اخلاص اور صدق و خیر خواہی اور اتباع و اطاعت اور اپنے اوپر اس کے احسان کی گواہی کے ساتھ ادا ہونے ضروری ہیں۔

اور یہ دونوں قوتیں اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و تعاون شامل حال نہ ہو تو بندہ مجبور ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے صراط مستقیم کی ہدایت دے جس نے اپنے اولیاء کو اس صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے۔

دیکھیں: الضواہد صفحہ نمبر۔ (18-19)

یہ علم ہو جانے کے بعد کہ صحیح دین ہی مختلف نفسوں کی تقویت کے لئے مدد الہی ہے کیونکہ دین ہی معاشرہ کے لئے بچاؤ کی ڈھال ہے اور اس لئے کہ انسانی زندگی کا قیام اس کے اعضاء کے درمیان تعاون کے ساتھ ہی ممکن ہے اور یہ تعاون اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک کہ کوئی ایسا نظام نہ ہو جو کہ ان کے تعلقات کی تنظیم اور ان کے واجبات کی تحدید کرے اور ان کے حقوق کا کفیل ہو۔

اور یہ نظام کسی ایسی سلطان اور دلیل کے بغیر نہیں ہو سکتا جو کہ مخالفت کو روکنے والی اور نفس کو بے عزت ہونے سے روکے اور اسے اس کی حفاظت کی رغبت ہو اور نفس میں اس کی ہیبت کی ضامن ہو اور اس کے محرمات کو توڑنے سے محفوظ رکھے تو یہ دلیل کیا ہے؟

میں کہتا ہوں: کہ رونے زمین پر کوئی ایسی قوت نہیں جو کہ دین اختیار کرنے کی قوت کا مقابلہ کر سکے یا نظام کے احترام کرنے میں اس کی برابری ہی کر سکتی ہو، اور معاشرے کے نظام کے استقرار اور اس کے ٹھراؤ اور اجتماعیت اور اس میں راحت کے اسباب اور معاشرے کے اندر اطمینان کی ضامن ہو۔

اور اس میں رازیہ ہے کہ جتنی بھی جاندار مخلوقات ہیں ان میں سے انسان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی حرکات و سکنات اور تصرفات اختیاری جس کی قیادت ایک ایسی چیز کر رہی ہے جسے آنکھیں اور کان نہیں پاسکتے اور یقینی طور پر عقیدہ ایمانی ہے جو کہ روح کو مذہب بناتا اور اعضاء کا تزکیہ کرتا ہے تو انسان ہمیشہ یا تو عقیدہ صحیح کے ساتھ چلتا ہے یا پھر عقیدہ فاسدہ کے ساتھ تو اگر اس کا عقیدہ صحیح ہو جائے تو اس میں ہر چیز صحیح ہو جاتی ہے اور اگر عقیدہ ہی فاسد ہو جائے تو ہر چیز خراب اور فاسد ہو جائے گی۔

تو عقیدہ اور ایمان یہ دونوں انسان کے ذاتی محافظ و نگہبان ہیں اور ان **(جس طرح کہ عام انسانوں میں ہے)** کی دو قسمیں ہیں :

- 1- ایسا ایمان جو کہ انسانی افضلیت اور عزت اور صرف ایسے معانی جس کی مخالفت کرنے سے نفس جیا کریں حتیٰ کہ اگر اس کی مادی جزا ختم بھی کر دی جائے۔
- 2- اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ رازوں کا بھی نگہبان ہے وہ پوشیدہ اور چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے تو شریعت اپنی دلیل اللہ تعالیٰ کے امر اور نہی سے حاصل کرتی ہے اور شعور اور حواس سے جیاء کی بنا پر گرم تپتے ہیں یا تو اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے اور یا پھر اس کی محبت سے < اور یا پھر محبت > اور خوف دونوں کی بنا پر۔
- اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایمان کی یہ قسم دونوں قسموں میں سے انسانی نفس پر دلیل ہونے کے ناطے زیادہ قوی ہے اور یہ خواہشات کی آمدھیوں اور اس کے تھپیڑوں کا مقابلہ کرنے میں زیادہ قوی ہے اور عام و خاص میں نافذ ہونے کے اعتبار سے بھی زیادہ تیز اور جلد میں نافذ ہو جاتی ہے۔
- تو اس وجہ سے لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کے قواعد پر مبنی معاملات میں دین ہی سب سے بہتر ضمانت ہے اور پھر یہ اجتماعی اور معاشرتی ضرورت بھی ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ امت میں دین ایسے ہی ہے جس طرح کہ جسم میں دل ہوتا ہے۔

دیکھیں : الدین صفحہ نمبر : (98-102)

تو جب عمومی طور پر دین کا یہ مرتبہ ہے تو آج اس دنیا میں کتنے ہی دین اور طریقے پائے جاتے ہیں اور آپ ہر قوم کو دیکھیں کہ اس کے پاس جو بھی دین ہے وہ اس پر خوش ہے اور سختی سے اسی پر کار بند ہے، تو وہ کونسا ایسا صحیح دین ہے جو کہ نفس انسانی کی شوق کو پورا کر سکے؟ اور دین حق کے کیا ضوابط اور اصول ہیں؟